OPEN ACCESS
RUSHD
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Lahore Insititute for Social Sciscnces, Lahore.*

ISSN (Print): 2411-9482
ISSN (Online): 2414-3138
Jan-June-2023
***Vol:* 4, *Issue:* 1**
journalrushd@gmail.com**Email:**
OJS: https://rushdjournal.com/index

Dr. Hafiz Hassan Madani[1]

بلادِ اسلامیہ میں نئے مندر اور چرچ کی تعمیر کا مسئلہ

پاکستان کے دینی مدارس و مراکز کے فتاویٰ جات مع مختصر تبصرہ

Construction of new temples in Islamic countries
Fatwas of Religious Seminaries and Centers of Pakistan.

Abstract

The issue of the construction of a new temple and church in Islamic Countries came to light in these years, when the construction of a temple in the heart of Islamabad began. On this occasion, shariah guidance was taken from renowned scholars and religious institutions of Pakistan, in which fatwas containing historical and Sharia arguments were written in addition to Quran and Hadith, traditions and consensus. Below, these fatwas are combined with brief commentaries, beginning with a brief explanation of the event and basic arguments.

Keywords: Construction of temple, Ftawa, consences, Fiqh, Islamic countries.

بلاد اسلامیہ میں نئے مندر اور چرچ کی تعمیر کا مسئلہ انہی سالوں میں اس وقت نمایاں ہوا جب اسلام آباد کے

1 Associate Professor, Department of Islamic Studies, Punjab University, Lahore.

قلب میں ایک بت کدے کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس موقع پر پاکستان کے نامور علمائے کرام اور موقر دینی اداروں سے شرعی رہنمائی لی گئی جس میں قرآن وحدیث، آثار واجماعات اور فقہی جزئیات کے علاوہ تاریخی دلائل پر مشتمل فتاوی جات لکھے گئے۔ ذیل میں ان فتاویٰ جات کو مختصر تبصرے کے ساتھ یکجا کر دیا گیا ہے جس کے آغاز میں واقعہ کی مختصر وضاحت اور بنیادی دلائل کو بھی پیش کیا گیا ہے۔

جون 2020ء کے اواخر میں اسلام آباد کے ایچ نائن/2 سیکٹر میں چار کنال کے پلاٹ پر شری کرشن بھگوان کے مندر کا سنگِ بنیاد رکھا گیا جس میں وزارتِ انسانی حقوق کے پارلیمانی سیکرٹری لال مالہی (ایم این اے) مہمانِ خصوصی تھے۔ 2017ء میں اسلام آباد میں گنتی کے چند ہندو ملازمین کی عبادت کے لئے 'ہندو پنچائیت' نامی تنظیم کو CDA (کیپٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی) کی طرف سے الاٹ کیا گیا تھا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان ایسی نظریاتی ریاست کے 'اسلام' کے نام سے آباد کردہ دارالحکومت کے عین قلب میں بت کدے کی تعمیر سے اسلامیان پاکستان کے دینی جذبات متاثر ہوئے، اور اسلام آباد سمیت ملک بھر میں مظاہروں اور احتجاجی بیانات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اسلام آباد میں اہل علم حضرات نے ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا پر بھی عوام کے ساتھ آواز اُٹھائی۔

26 جون 2020ء کے اخبارات کے مطابق، اس وقت کے وزیر اعظم عمران خان سے پی ٹی آئی کے چار غیر مسلم ارکانِ اسمبلی نے وفاقی وزیر مذہبی امور نور الحق قادری کے ساتھ ملاقات کی جس میں وزیر اعظم نے مندر کی تعمیر کے لئے فوری فنڈز جاری کرنے کی ہدایت کی۔

جیو نیوز پر چلنے والی ویڈیو میں یکم جولائی 2020ء کو پنجاب اسمبلی کے سپیکر چوہدری پرویز الٰہی نے وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں مندر کی تعمیر کو اسلام کے خلاف قرار دیتے ہوئے کہا کہ

> "اسلام آباد میں نیا مندر بنانا نہ صرف اسلام کی روح کے خلاف ہے بلکہ یہ ریاستِ مدینہ کی بھی توہین ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیت اللہ میں موجود 360 بتوں کو توڑا اور فرمایا کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔"

اس اہم دینی مسئلہ پر علمائے کرام کے بیانات بھی آئے۔ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ

> "اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو حق ہے کہ جہاں ان کی آبادی کے لئے ضروری ہو، وہ اپنی عبادت گاہ برقرار رکھیں اور پاکستان جیسے ملک میں جو صلح سے بنا ہے، وہاں ضرورت کے مطابق نئی عبادت گاہ بنا سکتے ہیں۔ لیکن حکومت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے خرچ پر مندر تعمیر کرے خاص طور پر ایسی جگہ جہاں ہندو برادری کی

آبادی بہت کم ہو۔"[1]

اسی طرح چیئرمین رؤیت ہلال کمیٹی مفتی منیب الرحمٰن نعیمی نے ایک ویڈیو بیان میں وضاحت کی:

"ریاستِ مدینہ ہمارا نعرہ ہو اور بیت المال سے بت کدے تعمیر کئے جائیں، اس کا کسی درجے میں کوئی تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اقلیتوں کے حقوق کے ہم دعویدار ہیں، لیکن اقلیتوں کی اصطلاح بھی مغالطہ آمیز ہے۔ مسلم پاکستانی اور نان مسلم پاکستانی کے الفاظ زیادہ بہتر ہیں، کیونکہ اقلیت ایک منسلک Relative اصطلاح ہے۔ پاکستان میں ہندو اقلیت ہیں تو ہندوستان میں 20 کروڑ مسلمان اقلیت میں ہیں۔ میں تو غیر مسلم پاکستانیوں کے حقوق کے احترام کی بات کرتا ہوں جس کے لئے مسلمانوں نے معاہدے بھی کئے، اور بیت المقدس کے باشندوں سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا معاہدہ بڑا مشہور ہے۔

غیر مسلم اپنی زمین خرید کر، اپنا معبد بناسکتے ہیں لیکن حکومت آگے بڑھ کر بت کدے بنائے تو ریاستِ مدینہ کا نام لینے والی یا کسی بھی درجے کی اسلامی ریاست میں اس کی کوئی مثال ملتی ہے، نہ اس کا کوئی تصور کیا جانا چاہیے۔ اگر یہاں سو مندر بھی بنادے جائیں تو تب بھی ہنود ویہود حکومت سے راضی نہیں ہوں گے، اور وہ حکومت سے مزید جھکنے کا مطالبہ کرتے رہیں گے۔"[2]

حکومت نے عوامی غیظ وغضب کو محسوس کرتے ہوئے، اسلامی نظریاتی کونسل سے اس موضوع پر شرعی رہنمائی کا مطالبہ کردیا۔ اور انہی دنوں اسلام آباد ہائیکورٹ میں مندر کی تعمیر رکوانے کے لئے چوہدری تنویر کی طرف سے درخواست بھی دائر کردی گئی۔ چند ساعتوں کے بعد جسٹس عامر فاروق نے یہ فیصلہ سنایا کہ

"اگرچہ اسلام آباد کے ماسٹر پلان میں مندر کے لیے جگہ مختص نہیں کی گئی تھی لیکن اسلام آباد کے ترقیاتی ادارے یعنی سی ڈی اے کا چیئرمین اور سی ڈی اے کے بورڈ ممبر لے آوٹ پلان کے تحت بھی وفاقی دارالحکومت کے کسی سیکٹر میں پلاٹ الاٹ کرنے کے مجاز ہیں۔ تاہم مندر کا نقشہ جمع کرانے کے حوالے سے قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کی گئی، لہٰذا قانون پر عمل درآمد تک مندر کی تعمیر رُکی رہے گی۔

عدالت نے کہا کہ چونکہ مندر کی تعمیر کی فنڈنگ کا معاملہ اسلامی نظریاتی کونسل کو بھی بھیج دیا گیا ہے اور اب تک کوئی فنڈ جاری نہیں کیا گیا، اس لیے عوام کا پیسہ ضائع ہونے کا کوئی معاملہ نہیں اُٹھتا۔

عدالت نے مندر کی تعمیر کے خلاف کوئی حکم جاری نہیں کیا اور درخواست گزار کو متعلقہ فورم سے رجوع

---

1 https://urdu.geo.tv/latest/225636 , retrieved: 2th July, 2020

2 اوریا مقبول جان، ویڈیو مکالمہ، ٹی وی پروگرام: حرفِ راز (نیو نیوز): 4۔ جولائی 2020ء
Zawiyar Maqbool Jaan, Video mukalma, TV Program Harf e Raaz(new news), 4th July,2024.

کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے تینوں مماثل درخواستیں نمٹادیں۔"[1]

چونکہ عدالت عالیہ نے مندر کی تعمیر کی ممانعت شہری بنیادوں پر کی اور شرعی طور پر مندر کی تعمیر پر کوئی موقف نہیں اپنایا اور یہ مسئلہ اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد کر دیا گیا۔ ان حالات میں عوام الناس نے دینی مدارس ومراکز سے بھی اس اہم مسئلہ میں رہنمائی لی۔ چنانچہ ذیل میں مدارس کے اس موضوع پر حالیہ اور سابقہ فتاویٰ کو جمع کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں

أ. پہلا شرعی اُصول تو یہ ہے کہ اسلامی حکومت کبھی بھی کسی مندر، گردوارہ یا کنیسہ کی زمین یا تعمیر کے لیے تعاون اور مدد نہیں کر سکتی کیونکہ مسلم حکومت کا کام نیکی کو فروغ دینا ہے اور گناہ کو پھیلانا یا اس پر تعاون کرنا حرام ہے۔ بت کدوں اور کفار کی عبادت گاہوں میں سب سے بڑا گناہ ہوتا ہے جو عظیم ترین منکر ہے۔ اور اس کا تعاون کرنا سراسر ناجائز ہے، جس بارے میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے، جیسا کہ اوپر مذکور دونوں بیانات میں اس امر پر کلی اتفاق پایا جاتا ہے۔

ب. دوسرا اُصول یہ ہے کہ ایسا شہر جس کو بنایا اور آباد دونوں مسلمانوں نے ہی کیا ہو، وہاں مندر یا گرجا نہیں بنایا جاسکتا اور اسلام آباد تو 1962 میں پاکستانی حکومت نے خود بنایا اور آباد کیا ہے جبکہ پہلے یہاں پر بے آباد جنگل تھا۔ ایسے نئے شہروں پر مندر کی تعمیر اسلامی شریعت کے بالکل خلاف ہے۔

ج. تیسرا اُصول یہ ہے کہ ایسا شہر جہاں پرانے زمانہ کے مندر یا گرجا موجود ہوں یا ایسا شہر جو ہندوؤں / عیسائیوں کا تھا لیکن مسلمانوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور اب وہاں ہندو کافی تعداد میں موجود ہیں، وہاں پرانے مندروں کو قائم رکھا جاسکتا ہے اور مسلم حاکم کے فیصلے کے تحت ملّی مصلحت کے پیش نظر انہیں منہدم بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس تحفظ اور انہدام کے مابین فیصلہ کن امر فتح کے وقت غیر مسلموں سے معاہدہ کی شرائط ہیں جن کی پاسداری ضروری ہے۔ چنانچہ نئے کفریہ معابد تو مسلم شہروں میں بھی نہیں بنائے جاسکتے اور مسلم شہروں میں سابقہ مندروں اور چرچوں کی بقا کبھی جائز اور کبھی ملی مصلحت کے تابع ہوتی ہے۔

د. چوتھا اُصول یہ ہے کہ معاہدۂ صلح میں مندرج کفریہ عبادتگاہوں کا تحفظ تو شرعاً لازمی ہے، لیکن معاہدہ صلح میں نئے شہروں میں نئے مندر یا سابقہ شہروں میں نئے مندروں پر صلح کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اسلامی سرزمین میں کفریہ دعوت کا فروغ ہے۔ فرامین نبویہ میں مسلم سرزمین میں مسلم سرزمین میں دو قبلوں کی ممانعت کی گئی ہے، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

---

1 ڈان نیوز: 8، جولائی 2020ء

Dawn news, 8th July, 2020

«لا تكون قبلتان في بلد واحد».[1]

"ایک علاقے میں دو قبلے نہیں ہو سکتے۔"

اگر معاہدہ میں ایسی شرائط طے بھی کر دی جائیں تو شرعاً اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ قاضی ابو المحاسن الرویانی (م494ھ) فرماتے ہیں:

وَلَوْ صَالَحَهُمْ عَلَى التَّمْكِينِ مِنْ إِحْدَاثِهَا فَالْعَقْدُ بَاطِلٌ.[2]

"اگر وہ ان سے نئی عبادت گاہیں بنانے کی اجازت پر صلح کر لے تو یہ عقد باطل ہو گا۔"

اور حاکم کا ایسا معاہدہ صلح جس سے قرآن و سنت اور اجماعِ امت کی خلاف ورزی ہوتی ہو، اس کا کوئی شرعی لحاظ نہیں، فرمان نبوی ہے:

«كُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ كِتَابُ اللَّهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللَّهِ أَوْثَقُ».[3]

"ہر وہ شرط جو اللہ کی شریعت کے خلاف ہے، وہ کالعدم ہے اگرچہ سو شرطیں ہوں۔ اللہ کی کتاب سچی ہے، اور اس کی شرط زیادہ مضبوط ہے (جس پر عمل کرنا ضروری ہے)۔"

---

1. 1 أبو داود، سليمان بن أشعث السجستاني، السنن، (بيروت، دار الكتب العلمية، 1424ھ)، رقم الحديث: 3032

Abu Dawood, Sulaiman bin Ash'ath al-Sijistani, Sunan Abu Dawood (Bayrut: Dar al-Kutub al-Ilmiyya, 1424 H), Hadith number: 3032

وصحّحه الشيخ الألباني، امام شوکانی نے نیل الاوطار میں اس کے رواۃ کو ثقہ قرار دیا ہے: حديث ابن عباس سكت عنه أبو داؤد ورجال إسناده موثقون.(نيل الاوطار8، 64) وقد تكلم في قابوس بن الحصين ووثقه ابن معين وله شاهد وسكت عنه الحافظ كما في الدراية:2، 135

2 الشافعي، تقي الدين السبكي، فتاوى السبكي، دار المعارف :2، 405

Al. shafiei, taqi yu din al-sabki, dar al maarif, 2/405

3 ابن ماجة، أبو عبد الله بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجة، (بيروت: دار الفكر، س-ن)، كِتَابُ الْعِتْقِ (بَابُ الْمُكَاتَبِ)، ، رقم الحديث: 2521

Ibn Majah, Abu Abdullah bin Yazid al-Qazwini, Sunan Ibn Majah (Bayrut: Dar al-Fikr), Hadith number: 2521

پاکستان کے دینی مدارس ومراکز کے درج ذیل فتاویٰ سے بھی انہی شرعی احکام کا علم ہوتا ہے، جبکہ اسلامی حکومت کے تحت صرف کفار کی علیحدہ بستیوں میں مندروں، گرجوں کے حکم کی وضاحت جامعہ بنوری ٹاؤن کے چوتھے فتویٰ کے تحت آرہی ہے، جبکہ اس مسئلہ کی مزید تفصیلات اور فقہاے کرام کے اقوال راقم کی مستقل تصنیف[1] کے دوسرے باب میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

اوّل: حنفی مدارس اور علماے کرام کے فتاویٰ

اوّل: جامعہ نعیمیہ، لاہور کا فتوٰی

سوال: کیا اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیت کو اپنی عبادت گاہ بنانے کی شرعاً اجازت دی جاسکتی ہے؟ اگر کسی شہر میں غیر مسلم بھی آباد ہوں، لیکن ان کی کوئی عبادت گاہ نہ ہو تو کیا ان کو شرعاً نئی عبادتگاہ کی تعمیر کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ کیا غیر مسلموں کے لئے اسلامی ریاست بیت المال کی ملکیتی اراضی سے یا کوئی مسلمان اپنی ذاتی زمین سے پلاٹ عطیہ کرسکتا ہے؟ ان کی عبادتگاہ کی تعمیر ومرمت میں ان کے ساتھ تعاون کیا جاسکتا ہے۔ (ندیم سہیل، لاہور)

فتویٰ: مفتی محمد عارف حسین نعیمی نے اپنے رفیق مفتیانِ گرامی کے ساتھ فتویٰ کا آغاز یوں کیا کہ

بت پرستی حرام اور سخت مذموم فعل ہے۔ شرک کو قرآن کریم نے ناقابل معافی اور ظلم عظیم قرار دیا ہے۔ مندر بت پرستی کا مرکز اور شیطانوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ اسلامی ریاست میں کھلے عام شرکیہ کام کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اور گناہ پر تعاون کرنا قرآن کریم نے حرام قرار دیا ہے۔ مختصراً آپ لکھتے ہیں کہ ”فقہ اسلامی کی معتبر کتاب الدرّ المختار میں ہے:

لَا يَجُوزُ أَنْ يُحْدِثَ بِيعَةً، وَلَا كَنِيسَةً وَلَا صَوْمَعَةً، وَلَا بَيْتَ نَارٍ، وَلَا مَقْبَرَةً وَلَا صَنَمًا حَاوِيا فِي دَارِ الْإِسْلَامِ وَلَوْ قَرْيَةً.[2]

---

[1] حسن مدنی، ڈاکٹر حافظ، 'نئے مندر، گوردوارے اورگرجاگھروں کو تعمیر کرنے کے شرعی احکام'، لاہور، ناشر: مکتبہ قدوسیہ۔
Hassan Madni, Dr. Hafiz. (Publication Year). *Shar'i Ahkam for the Construction of New Temples, Gurdwaras, and Churches*. Lahore: Maktaba Qudoosiyah

[2] الدُّرُّ المختار (حاشیہ ابن عابدین) :4، 202 ؛ دوسری طبع : 3، 296، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ
Al-Durr Al-Mukhtar (Hashiya Ibn Abidin): 4:202; Second Edition: 3:296. Quetta: Maktaba Rashidiyah.

”دارالاسلام میں حاکم کے لئے کوئی نیا گرجا، کنیسہ، راہب کے رہنے کی جگہ، آتش کدہ، آستانہ اور کوئی بُت تعمیر کرنا جائز نہیں، اگرچہ وہ چھوٹی بستی ہی کیوں نہ ہو۔“

اس متن پر قاضی ابن عابدین اپنے حاشیہ ردّ المحتار میں لکھتے ہیں:

لَا يَجُوزُ إِحْدَاثُ كَنِيسَةٍ فِي الْقُرَى وَمَنْ أَفْتَى بِالْجَوَازِ فَهُوَ مُخْطِئٌ وَيُحْجَرُ عَلَيْهِ.[1]

”کسی بستی میں کوئی نیا کنیسہ بنانا جائز نہیں۔ جو جواز کا فتویٰ دے، وہ خطاکار ہے، اس کو فتویٰ دینے سے روکا جائے گا۔“

فتاویٰ شامی (حاشیہ ابن عابدین) میں ہے:

مَا مَصَّرَهُ الْمُسْلِمُونَ، كَالْكُوفَةِ وَالْبَصْرَةِ وَبَغْدَادَ وَوَاسِطٍ، وَلَا يَجُوزُ فِيهِ إِحْدَاثُ ذَلِكَ إِجْمَاعًا وَمَا فَتَحَهُ الْمُسْلِمُونَ عَنْوَةً فَهُوَ كَذَلِكَ.[2]

”وہ شہر جو مسلمانوں کا ہو جس طرح کوفہ، بصرہ، بغداد اور واسط تو اس میں بالاتفاق (کفار) کا نیا عبادت خانہ بنانا جائز نہیں۔ اور جو مسلمانوں نے غلبہ کی بنا پر فتح کیا ہو اس کا حکم بھی یہی ہے۔“

دوسری جگہ ہے:

وَاتَّفَقَتْ مَذَاهِبُ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ عَلَى أَنَّهُمْ يُمْنَعُونَ عَنِ الْإِحْدَاثِ.[3]

”چاروں اماموں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کافروں کو نیا عبادت خانہ بنانے سے منع کیا جائے گا۔“

فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

عن عمر رضي الله عنه أنه قال أمنع أهل الذمة عن إحداث شيء من الكنائس في البلاد المفتوحة من خراسان وغيرها.

”سیدنا عمر ﷺ سے روایت ہے کہ مفتوحہ علاقے خراسان وغیرہ میں ذمیوں کے لئے نئے کنیسے بنانا

---

1 رد المحتار: 4، 202، دوسری طبع: 3، 297، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ

Al-Durr Al-Mukhtar: 4:203; Second Edition: 3:297. Quetta: Maktaba Rashidiyah.

2 :4، 203

Ibid, 4/293

3 رد المحتار (حاشیہ ابن عابدین): 4، 205، دوسری طبع: 3، 298، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

Al-Durr Al-Mukhtar (Hashiya Ibn Abidin): 4:205; Second Edition: 3:298. Quetta: Maktaba Rashidiyah.

ممنوع ہو گا۔"

وطن عزیز پاکستان کلمہ طیبہ کی بنیاد پر حاصل کیا گیا، بنیادی طور پر اسے اعلاے کلمۃ اللہ کے لئے ہی استعمال کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ یہاں اقلیتوں کے حقوق کا پورا پورا خیال کیا جاتا ہے... اقلیتوں کے حقوق میں ہرگز یہ شامل نہیں کہ مسلمان اپنی پاک سرزمین پر انہیں عبادت خانہ بنا کر دیں گے۔ کیونکہ کفار کے لئے نئے عبادت خانے بنانے کی اجازت کی صورت یہ ہے کہ ان کا شہر مسلمانوں نے صلح کی بنا پر حاصل کیا ہو اور صلح بھی اس شرط ہوئی کہ زمین کافروں کے لئے ہو گی تو پھر وہ کافر اس میں اپنا عبادت خانہ بنا سکتے ہیں۔ فقہ اسلامی کی معتبر کتاب فتاوی شامی میں ہے:

"وَمَا فَتَحُوهُ صُلْحًا فَإِنْ وَقَعَ عَلَى أَنَّ الْأَرْضَ لَهُمْ جَازَ الْإِحْدَاثُ وَإِلَّا فَلَا إِلَّا إذَا شَرَطُوا الْإِحْدَاثَ."1

اور جو شہر صلح کی بنا پر فتح کیا، پس اگر صلح اس بات پر واقع ہوئی کہ زمین ان کے لئے ہو گی [جہاں وہ نئے عبادت بنا سکیں گے] تو پھر (کفار کے لئے اپنی رقم سے عبادت خانے بنانا) جائز ہے، وگرنہ نہیں۔

اسلام آباد تو مسلمانوں نے قیام پاکستان کے چند سالوں بعد خود آباد کیا ہے۔

☆ اگر کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ ریاست جو ان سے ٹیکس وصول کرتی ہے، اس سے ہی ان کو مندر بنا دیا جائے تو یاد رہے کہ ریاست میں ٹیکس کی جمع شدہ رقوم میں مسلمانوں کا مال بھی جمع ہوتا ہے اور اس طرح کی جمع شدہ رقم سے مندر بنانا پھر بھی جائز نہیں۔ امام احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں: مسلمانوں کا روپیہ ان کے کفر کے کاموں میں صرف (خرچ) ہو گا جن کو وہ کار خیر سمجھتے ہیں، مثلاً مندروں کی اعانت، بتوں کی زینت اور ان پر راضی ہونا کفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ: 297/21، رضا فاؤنڈیشن، لاہور) اور اگر بالفرض کافروں کے ٹیکس کی رقم الگ بھی ہو تو بھی اس رقم سے مندر بنانا جائز نہیں۔ کیونکہ ریاست ان سے ٹیکس اس لئے لیتی ہے تاکہ ان ذمیوں کی جان، مال، عزت و آبرو کی حفاظت اور دیگر حکومت کی طرف سے دی جانے والی سہولیات پر خرچ ہو۔ اور ان چیزوں میں ہرگز یہ شامل نہیں کہ ہندوؤں کو مندر بنا کر دیا جائے۔ لہٰذا ملک عزیز پاکستان کے دار الخلافہ میں مندر تعمیر کرنا شرعاً جائز نہیں

---

1 رد المحتار (حاشیہ ابن عابدین) : 4ـ203، دوسری طبع : 3ـ297، کوئٹہ ، مکتبہ رشیدیہ

Al-Durr Al-Mukhtar (Hashiya Ibn Abidin): 4:203; Second Edition: 3:297. Quetta: Maktaba Rashidiyah.

ہے۔ بلکہ وہ اپنی پرانی عبادت کی جگہوں میں ہی اپنی مذہبی رسومات کی ادائیگی کریں۔ اور قانون کے مطابق بھی عبادت گاہ اسی کو بنانے کی اجازت ہوتی ہے جہاں جس کی اکثریت ہو۔ اور اسلام آباد میں تو ہندو برادری نہ ہونے کے برابر ہے۔ مزید سید پور، اسلام آباد میں قدیمی مندر موجود ہے۔ اسے استعمال میں لایا جائے۔"(10/ ذوالقعدۃ 1441ھ/2/ جولائی 2020ء)

تبصرہ: اس فتویٰ میں ناجائز کاموں میں حکومتی تعاون کی حرمت کے ساتھ ساتھ اسلامی مملکت میں نئے کفریہ معابد کی حرام ہونے پر بھی اجماع کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ صرف ایک صورت میں نئے معبد کی مشروط اجازت کی بات کی گئی ہے جبکہ وہ اسلامی سرزمین میں کفار کے حوالے کی جانے والی زمین ہو، اور وہاں معاہدۂ صلح میں ایسی زمین میں نیا معبد بنانے کا معاہدہ موجود ہو۔ اور واضح کیا گیا ہے کہ اسلام آباد تو 1962ء میں آباد ہونے والا نیا مسلم شہر ہے، جو (نعوذ باللہ) کفار کے حوالے نہیں کیا گیا، اور پورے پاکستان میں بھی غیر مسلموں کے مساوی حقوق کا یہ مطلب نہیں کہ اُنہیں نئی عبادت گاہیں بنانے کی اجازت ہے، اس شرط کی صراحت کہیں بھی نہیں ہے۔

دوم: جامعہ اشرفیہ، لاہور کا فتویٰ

سوال: کیا اسلامی ملک کے کسی شہر میں، جہاں پہلے سے مندر موجود نہ ہو، نیا مندر تعمیر کرنے کی اجازت دینا جائز ہے؟ (سید منیر علی گیلانی)

فتوی: "دارالاسلام یعنی اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کی پہلے سے موجود عبادت گاہوں کو باقی رکھنا اور اسی طرح ان کی مرمت کرنا درست ہے تاکہ غیر مسلم اپنے حدود میں رہتے ہوئے پوری آزادی کے ساتھ اپنے مذہب کے مطابق عبادت کر سکیں البتہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو نئی عبادت گاہیں بنانے یا پہلے سے ویران شدہ عبادت گاہ کو دوبارہ تعمیر کرنے کی اجازت دینا شرعاً جائز نہیں کیونکہ یہ گناہ میں تعاون ہے جو ناجائز ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ

إنْ أَرَادَ أَهْلُ الذِّمَّةِ إحْدَاثَ الْبِيَعِ وَالْكَنَائِسِ، أَوْ الْمَجُوسِيُّ إحْدَاثَ بَيْتِ النَّارِ إنْ أَرَادُوا ذَلِكَ فِي أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ، وَفِيمَا كَانَ مِنْ فِنَاءِ الْمِصْرِ مُنِعُوا عَنْ ذَلِكَ عِنْدَ الْكُلِّ، وَلَوْ أَرَادُوا إحْدَاثَ ذَلِكَ فِي السَّوَادِ وَالْقُرَى اخْتَلَفَتْ الرِّوَايَاتُ فِيهِ، وَلِاخْتِلَافِهَا اخْتَلَفَتْ الْمَشَايِخُ رَحِمَهُمْ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِ قَالَ مَشَايِخُ بَلْخٍ رَحِمَهُمْ اللَّهُ تَعَالَى يُمْنَعُونَ مِنْ ذَلِكَ إلَّا فِي قَرْيَةٍ غَالِبُ سُكَّانِهَا أَهْلُ الذِّمَّةِ، وَقَالَ مَشَايِخُ بُخَارَى مِنْهُمْ الشَّيْخُ الْإِمَامُ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ لَا يُمْنَعُونَ وَقَالَ شَمْسُ

الْأَئِمَّةِ السَّرَخْسِيُّ: الْأَصَحُّ عِنْدِي أَنَّهُمْ يُمْنَعُونَ مِنْ ذَلِكَ فِي السَّوَادِ كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ وَفِي أَرْضِ الْعَرَبِ يُمْنَعُونَ مِنْ ذَلِكَ فِي أَمْصَارِهَا وَقُرَاهَا كَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَكَمَا لَا يَجُوزُ إحْدَاثُ الْبِيعَةِ وَالْكَنِيسَةِ لَا يَجُوزُ إحْدَاثُ الصَّوْمَعَةِ أَيْضًا لِيَتَعَبَّدَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ فِيهَا عَلَى وَجْهِ الْخَلْوَةِ بِخِلَافِ مَا إذَا عَيَّنَ مَوْضِعًا مِنْ الْبَيْتِ لِلصَّلَاةِ وَصَلَّى فِيهِ حَيْثُ لَا يُمْنَعُ مِنْهُ كَذَا فِي غَايَةِ الْبَيَانِ.

قَالَ مَشَايِخُنَا رَحِمَهُمْ اللَّهُ تَعَالَى لَا تُهْدَمُ الْكَنَائِسُ وَالْبِيَعُ الْقَدِيمَةُ فِي السَّوَادِ وَالْقُرَى، وَأَمَّا فِي الْأَمْصَارِ، فَقَدْ ذَكَرَ مُحَمَّدٌ فِي الْإِجَارَاتِ أَنَّهَا لَا تُهْدَمُ، وَذَكَرَ فِي كِتَابِ الْعُشْرِ وَالْخَرَاجِ أَنَّهَا تُهْدَمُ فِي أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ، وَقَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ السَّرَخْسِيُّ الْأَصَحُّ عِنْدِي رِوَايَةُ الْإِجَارَاتِ كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ.

"جب اہل ذمہ نئے گرجے اور کنیسے بنانا چاہیں اور آتش پرست، آتش کدہ بنانے لگیں۔ اگر ان کا ارادہ مسلمانوں کے شہروں میں ہو، اور یہ شہروں کے چوک چوراہے ہوں[1] تو اُنہیں سب فقہا کے ہاں اس سے روکا جائے گا۔ اگر وہ مضافات اور بستیوں میں نئے گرجے بنانا چاہیں تو اس میں فقہی روایات مختلف ہیں۔ ان روایات کے اختلاف کی بنا پر فقہائے کرام میں بھی اختلاف ہے۔

بلخ کے مشائخ رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ انہیں اس سے روکا جائے گا، الا یہ کہ اس بستی کے اکثر مکین ذمی ہوں۔ اور بخارا کے فقہا جن میں امام ابو بکر محمد بن فضل قابل ذکر ہیں، کی رائے ہے کہ نہیں روکا جائے گا۔ شمس الائمہ سرخسی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح حنفی موقف یہ ہے کہ اُنہیں مضافات / بستیوں میں بھی روکا جائے گا جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں اس کی صراحت بھی موجود ہے۔ اور ہدایہ میں ہے کہ جزیرہ عرب میں تو انہیں شہروں اور بستیوں دونوں مقام پر ہی روکا جائے گا۔ پھر جس طرح نئے گرجے اور کنیسے بنانا ناجائز ہیں، اسی طرح علیحدہ بیٹھ کر انفرادی عبادت خانے بنانے بھی ناجائز ہیں۔ بر خلاف اس امر کے، کہ اگر کوئی کافر اگر اپنے ذاتی گھر میں عبادت کی جگہ بنالے اور اس میں اکیلے عبادت کرتا ہے تو اس سے روکا نہیں جائے گا جیسا کہ (الہدایہ کی شرح) غاية البيان میں ہے۔

ہمارے حنفی فقہائے کرام تو کہتے ہیں کہ پرانے گرجے اور کنیسے مضافات اور بستیوں میں نہیں گرائے جائیں گے، جہاں تک شہروں کی بات ہے تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اجارات میں بتایا ہے کہ ان کو منہدم نہیں کیا جائے گا۔ اور کتاب عشر و خراج میں کہتے ہیں کہ مسلم شہروں میں ان کو گرایا جائے گا۔ شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ

---

[1] جیسا کہ پاکستان کے دار الحکومت اسلام آباد میں سیکٹر ایچ 9/2 کے بڑے چوک میں مندر کے لئے چار کنال جگہ الاٹ کی گئی ہے۔

میرے نزدیک اجارات کی روایات ہی صحیح ہیں جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں بھی ہے۔

قَالَ النَّاطِفِيُّ فِي وَاقِعَاتِهِ قَالَ مُحَمَّدٌ: لَيْسَ يَنْبَغِي أَنْ يُتْرَكَ فِي أَرْضِ الْعَرَبِ كَنِيسَةٌ وَلَا بِيعَةٌ وَلَا بَيْتُ نَارٍ كَذَا فِي غَايَةِ الْبَيَانِ فَإِنْ انْهَدَمَتْ بِيعَةٌ، أَوْ كَنِيسَةٌ مِنْ كَنَائِسِهِمْ الْقَدِيمَةِ، فَلَهُمْ أَنْ، يَبْنُوهَا فِي ذَلِكَ الْمَوْضِعِ كَمَا كَانَتْ، وَإِنْ قَالُوا: نَحْنُ نُحَوِّلُهَا مِنْ هَذَا الْمَوْضِعِ إلَى مَوْضِعٍ آخَرَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ ذَلِكَ بَلْ يَبْنُونَهَا فِي ذَلِكَ الْمَوْضِعِ عَلَى قَدْرِ الْبِنَاءِ الْأَوَّلِ، وَيُمْنَعُونَ عَنْ الزِّيَادَةِ عَلَى الْبِنَاءِ الْأَوَّلِ كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ. الْمُرَادُ مِنْ الْقَدِيمَةِ مَا كَانَتْ قَبْلَ فَتْحِ الْإِمَامِ بَلَدَهُمْ وَمُصَالَحَتِهِمْ عَلَى إقْرَارِهِمْ عَلَى بَلَدِهِمْ، وَعَلَى دِينِهِمْ، وَلَا يُشْتَرَطُ أَنْ تَكُونَ فِي زَمَنِ الصَّحَابَةِ - رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ - وَالتَّابِعِينَ لَا مَحَالَةَ كَذَا فِي غَايَةِ الْبَيَانِ.[1]

"امام ابو العباس احمد ناطفی (م446ھ) نے اپنی تصنیف الواقعات میں لکھا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ارض عرب میں کوئی کنیسہ، گرجا اور آتش کدہ چھوڑ دینا درست نہیں، جیسا کہ غاية البيان میں ہے۔ اگر کوئی پرانا گرجا یا کنیسہ گر جائے تو وہ اسے اسی مقام پر پہلے جیسا ہی بنا سکتے ہیں۔ اگر وہ کہیں کہ ہم اس کو اس مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرنا چاہتے ہیں تو یہ درست نہیں بلکہ انہیں اس مقام پر پہلی تعمیر جتنا ہی بنانا ہو گا۔ اور پہلی تعمیر پر کوئی اضافہ کرنے سے ان کو روکا جائے گا، جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور 'پرانے' سے مراد وہ معابد ہیں جو مسلم حاکم کے ان کے شہر کو فتح کرنے سے پہلے، اور ان کے شہر میں موجود رہنے اور اپنے دین پر قائم رہنے کی صلح کر لینے سے پہلے پہلے ہو۔ 'پرانے' کا مطلب صحابہ کرام یا تابعین کے زمانے سے چلے آنے معبد لا محالہ نہیں ہیں۔ یہی غاية البيان میں ہے۔"

قاضی ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"لا يجوز إحداث كنيسة في القرى، ومَن أفتَى بالجواز، فهو مُخطئ، ويُحْجَر عليه".

"کسی بستی میں کوئی نیا کنیسہ بنانا جائز ہے۔ جو جواز کا فتوی دے، وہ خطا کار ہے، اس کو فتوی دینے سے روکا جائے گا۔"

---

1 الفتاوى الهندية (فتاوى عالمگیری): 2، 247، دار الفكر 1310ھ

"Al-Fatawa Al-Hindiyyah (Fatawa Alamgiri)," Dar Al-Fikr, 310AD, 2/247

قوله: "ولو قرية في المُختار" نُقِل تصحيحُه في "الفتح" عن شرْح شمس الأئمة السَّرَخْسي في الإجارات، ثم قال: إنه المختار، وفي الوهْبَانيَّة إنه الصحيح من المذهب الذي عليه المحقِّقون إلى أن قال: فقد عُلِم أنه لا يحلُّ الإفتاء بالإحداث في القرى لأحدٍ من أهل زمانا بعدما ذكرنا من التصحيح والاختيار للفتوى، وأخْذ عامَّة المشايخ، ولا يُلتفت إلى فتوى مَن أفتَى بما يُخالف هذا، ولا يحلُّ العمل به ولا الأخْذ بفَتواه، ويُحْجر عليه في الفتوى ويُمنع؛ لأن ذلك منه مجرَّد اتِّباع هوى النفْس وهو حرامٌ؛ لأنه ليس له قوَّة الترجيح لو كان الكلام مطلقًا، فكيف مع وجود النقل بالترجيح والفتوى."[1]

"ان کا یہ کہنا: "اگرچہ کسی بستی میں بھی ہو تو مختار قول یہی ہے۔" اس جملہ کی تصحیح فتح القدیر لابن همام میں اجارات کی بحث میں شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی ملتی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ یہی راجح بھی ہے۔ اور وہبانیہ میں ہے کہ مذہب حنفی میں صحیح موقف یہی ہے جو محقق حنفیہ کا بھی ہے کہ پتہ چلا، کسی بستی میں بھی نیا کنیسہ بنانے کا فتویٰ، کسی بھی دور میں دینا جائز نہیں۔ جب ہم نے تصحیح کر دی، مختار فتویٰ اور عام مشائخ کا موقف بھی ذکر کر دیا۔ تو جو شخص بھی اس کے مخالف فتویٰ دے، اس کی پروانہ کی جائے اور اس پر عمل کرنا، اس کے فتویٰ کو لینا جائز نہیں، اس کو فتویٰ دینے سے روکا جائے اور پابند کیا جائے۔ کیونکہ ایسا فتویٰ فقط ہوائے نفس ہے جو حرام ہے۔ ایسا شخص تو مطلق موقف میں ترجیح دینے کی صلاحیت سے بھی عاری ہے، کجا یہ کہ اسے ترجیح اور مؤثر فتویٰ بھی مل چکا ہو۔"

سوم: دار العلوم، کراچی کا فتویٰ

کیا اسلامی ریاست میں ذمیوں کی عبادتگاہوں کو محض تحفظ کا حق حاصل ہے یا مساجد کی طرح ان کی تعمیر و مرمت اور دیکھ بھال بشمول متعلقہ ضروریات کی فراہمی بھی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اگر ریاست یا ریاستی ادارے سرکاری فنڈ سے مذکورہ کام کرنا چاہیں تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟

(فلائنگ آفیسر پاک فضائیہ، پشاور، مؤرخہ: اپریل 2013ء)

1 رد المحتار على الدُّر المختار لابن عابدين :16، 192

Ibn abidin, Radd al-Muhtar 'ala al-Durr al-Mukhtar" 16:192

فتوٰی: ”اسلامی ریاست کا ذمیوں کی عبادت گاہوں کی تعمیر یا مرمت کروانا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ گناہ اور کفر کے کام میں تعاون کرنا ہے۔ اسلامی ریاست اگر ذمیوں کے ساتھ ذاتی طور پر احسان کا معاملہ کرنا چاہے تو یہ ایک مستحسن فعل ہے، جائز ہے اور اس کی ترغیب بھی دی گئی ہے۔ لیکن اسلامی ریاست کو ذمیوں کے ساتھ کفر و گناہ یا ان کی عبادت کے کام میں تعاون کی اجازت نہیں ہے۔“

پھر مولانا مفتی تقی عثمانی حفظہ اللہ کی عربی تحریر کے ذریعے جائز کاموں میں غیر مسلموں سے تعاون کی دسیوں مثالیں پیش کی گئی ہیں۔[1]

☆مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے مندر کی تعمیر کے موقع پر یہ موقف اختیار کیا، جو آغاز میں بھی گزرا ہے کہ ”اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو حق ہے کہ جہاں ان کی آبادی کے لئے ضروری ہو، وہ اپنی عبادت گاہ برقرار رکھیں اور پاکستان جیسے ملک میں جو صلح سے بنا ہے، وہاں ضرورت کے مطابق نئی عبادت گاہ بنا سکتے ہیں۔ لیکن حکومت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے خرچ پر مندر تعمیر کرے خاص طور پر ایسی جگہ جہاں ہندو برادری کی آبادی بہت کم ہو۔“[2]

تینوں فتاویٰ پر راقم کا مختصر تبصرہ اور ایک مراسلہ

مفتی منیب الرحمٰن نعیمی، مفتی محمد تقی عثمانی صاحبان اور جامعہ نعیمیہ کے فتویٰ پر ایک نظر

برادرِ مکرم ڈاکٹر مولانا محمد راغب نعیمی صاحب! مہتمم جامعہ نعیمیہ، لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت مفتی منیب الرحمٰن حفظہ اللہ کا وجود پاکستان کے لئے بہت اہم ہے، ان کی بصیرت افروز اور علم سے بھرپور گفتگو غیورِ اسلامیان پاکستان کی بھرپور ترجمانی کرتی ہے۔ اپنے ویڈیو بیان میں 'اقلیت' کی بجائے 'مسلم پاکستانی' اور 'نان مسلم پاکستانی' والے ان کے قیمتی نکتے پر جتنی بھی تحسین کی جائے، کم ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

1 محمد اکرام الحق ومحمود اشرف وغیرہ... دار الافتاء، دارالعلوم کراچی، 9، اکتوبر 2013ء
Muhammad Ikram Al-Haq, Mahmoud Ashraf, Karachi, Dar Al-Ifta, Dar Al-Uloom, 9th oct, 2013.

2 https://urdu.geo.tv/latest/225636 , retrieved: 2th July, 2020

ایسے بصیرت مند علماے کرام ہمیں عطا کئے ہیں۔

تاہم ایک گزارش ہے کہ اپنے ویڈیو بیان میں کسی وقتی حکمت کے تحت حضرت مفتی صاحب نے اس نکتہ کو بیان نہیں کیا جو آپ کے فتویٰ میں بطورِ اجماعِ اُمّت مذکور ہے۔ جامعہ نعیمیہ کے مفتی صاحب نے بڑی عرق ریزی سے فتویٰ مرتب کرتے ہوئے اصل مراجع سے استفادہ کیا ہے۔ اُنہوں نے فتاوی شامیہ، فتاوی بزازیہ اور الدرّ المختار کے فقہی جزئیات درج کر کے فتاوی شامیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ واتفقت مذاهب الأئمة الأربعة على أنهم يمنعون عن الإحداث.

یعنی "بلادِ اسلامیہ میں نئے کفریہ معابد بنانے سے غیر مسلموں کو روکنے پر مذاہبِ اربعہ کا اتفاق ہے۔"

پھر جامعہ نعیمیہ کے مفتی صاحب نے مزید لکھا ہے کہ اسلام آباد کو تو پاکستان کے مسلمانوں نے قیام پاکستان کے کچھ سالوں بعد آباد کیا تھا۔ اور ایسے نئے شہروں کے بارے میں فتاویٰ شامیہ میں ہے کہ

> ما مصّره المسلمون كالكوفة والبصرة وبغداد... ولا يجوز فيه إحداث ذلك اجماعًا وما فتحه المسلمون عنوة فهو كذلك.
>
> "جن شہروں کو مسلمانوں نے ہی آباد کیا ہو جیسے کوفہ، بصرہ اور بغداد وغیرہ تو ان میں بھی اجماعِ امت کی رو سے نئے معابد بنانا جائز نہیں۔ اور یہی حکم طاقت سے فتح ہونے والے شہروں کا بھی ہے۔"

فتاویٰ شامیہ میں قاضی ابن عابدین کی اس عبارت نے نہ صرف کوفہ وبغداد اور اب اسلام آباد جیسے شہروں میں نئے معابد بنانے کی حرمت پر اجماع ذکر کیا ہے بلکہ اس سے مسلمانوں کے ہمراہ رہائش پذیر غیر مسلموں والے شہروں میں ارضِ صلح کے اس شبہ کو بھی نکال دیا ہے جس کا ابہام مفتی مولانا محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ کے فتویٰ میں پایا جاتا ہے۔

میری رائے میں مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے پہلے پاکستان کو ارضِ صلح قرار دے کر، پھر نئے شہر کے احکام کو چھوڑ کر، حنفی فقہ کی کامل ترجمانی نہیں فرمائی۔ اور اس مسئلہ کو صرف حکومت کے مالی تعاون کی خرابی قرار دے کر کافی ہلکا کر دیا ہے۔ اس لحاظ سے جامعہ نعیمیہ، لاہور کا فتویٰ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے فتویٰ سے جامع تر، حنفی دلائل سے زیادہ مزین اور مسلمانوں کے جذبات کی بہترین ترجمانی کرتا ہے۔

حضرت والا مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے اقلیت، ذمی اور معاہد کی پیچیدہ بحث کو چھوڑ کر 'مسلم پاکستانی' اور

'غیر مسلم پاکستانی' کے مناسب الفاظ کو اختیار کیا، اور مستند بنیاد فراہم کر دی، پھر جامعہ نعیمیہ کے مفتی صاحب نے نئے معابد کی حرمت پر دو اجماعات کو درج کر کے، اور اسلام آباد کو ایک نیا شہر قرار دے کر، فتویٰ کو مکمل و مستند کر دیا۔ یہی فقہ حنفی کی جامع اور مکمل ترجمانی ہے۔

اور آپ کے فتویٰ کی مزید تائید لاہور کے موقر ادارے جامعہ اشرفیہ کے دار الافتا کے تازہ فتویٰ سے بھی ہوتی ہے، جس میں امام سرخسی کی زبانی واضح الفاظ میں مضافاتی بستیوں میں بھی نئے معابد کی تعمیر کی حرمت کو حنفی علما کا راجح موقف بتایا گیا ہے۔

بہر حال آپ حضرات کا یہ فتویٰ اسلامیانِ پاکستان کے دل کی آواز اور شریعتِ محمدیہ کی عین ترجمانی ہے، جس پر آپ حضرات مبارک باد کے مستحق ہیں۔

حضرت والا مفتی منیب الرحمٰن نعیمی سے عرض کیجئے کہ وقتی حکمت کے تحت بیان کردہ ان کا مختصر موقف اس قابل ہے کہ اس کو جامعہ نعیمیہ کے تازہ فتویٰ سے مکمل کر لیا جائے۔ ان کی فاضل شخصیت سے یہی توقع ہے کہ وہ مسلمانانِ پاکستان کے دلی جذبات کی بھرپور ترجمانی کر کے اسلام کے نام سے آباد کردہ شہر 'اسلام آباد' میں بت کدے کی تعمیر پر جامع رہنمائی اور بھرپور قیادت فرمائیں گے۔[1]

چہارم: جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن کا فتویٰ

سوال: کیا دار الاسلام میں مندر و کنیسہ بنانا درست ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمادیں۔

فتویٰ: صورتِ مسئولہ میں مندر و کنیسہ کی تعمیر کے سلسلہ میں فقہاء کی تحریرات کا خلاصہ یہ ہے کہ دار الاسلام میں تین قسم کے علاقے ہوتے ہیں:

أ. ایک وہ شہر جسے مسلمانوں ہی نے آباد کیا ہو، اس لیے وہاں مسلمان ہی قیام پذیر ہوئے ہیں۔ وہاں غیر مسلموں کو عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی اجازت نہیں ہو گی۔

ب. دوسرے جو علاقے مسلمانوں نے بزورِ طاقت فتح کیے ہوں اور وہ مسلمانوں میں تقسیم ہو گئے ہوں، اب وہ

---

1 خیر اندیش: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی (ایڈیٹر مجلّہ محدث، لاہور)، 4/ جولائی 2020ء

Khair Andesh: Dr. Hafiz Hasan Maudoodi (Editor Majallah Muhaddis, Lahore), 4 July 2020."

مسلمانوں ہی کا شہر بن گیا ہو، وہاں بھی غیر مسلموں کو نئی عبادت گاہیں تعمیر کرنا ممنوع ہو گا۔ لیکن اگر وہاں غیر مسلموں کی کافی آبادی ہو جائے اور ان کو وہاں کی شہریّت (ذمہ) حاصل ہو جائے، تو پھر اُنہیں نئی عبادت گاہ بنانے سے روکا نہیں جائے گا۔

ج. تیسرے وہ علاقے جو صلح کے ذریعے حاصل ہوئے ہوں، اور معاہدے کے تحت وہاں کی اراضی کو قدیم آبادی کی ملکیت تسلیم کیا گیا ہو۔ وہاں اُنہیں نئی عبادت گاہیں بنانے کا حق حاصل ہو گا۔ نیز جو عبادت گاہیں پہلے سے موجود ہوں، وہ نہ صرف باقی رہیں گی، بلکہ اگر وہ گر جائیں یا مرمت طلب ہو جائیں تو ان کے لیے دوبارہ ان کی تعمیر بھی جائز ہو گی۔ فتاویٰ شامی میں ہے:

فِي الْفَتْحِ: قِيلَ الْأَمْصَارُ ثَلَاثَةٌ مَا مَصَّرَهُ الْمُسْلِمُونَ، كَالْكُوفَةِ وَالْبَصْرَةِ وَبَغْدَادَ وَوَاسِطٍ، وَلَا يَجُوزُ فِيهِ إحْدَاثُ ذَلِكَ إجْمَاعًا وَمَا فَتَحَهُ الْمُسْلِمُونَ عَنْوَةً فَهُوَ كَذَلِكَ، وَمَا فَتَحُوهُ صُلْحًا فَإِنْ وَقَعَ عَلَى أَنَّ **الْأَرْضَ لَهُمْ** جَازَ الْإِحْدَاثُ وَإِلَّا فَلَا إلَّا إذَا شَرَطُوا الْإِحْدَاثَ. اهـ مُلَخَّصًا.[1]

"فتح القدير (از شیخ ابن ہمام) میں ہے کہ شہر تین طرح کے ہیں: جن کو مسلمانوں نے ہی آباد کیا جیسے کوفہ، بصرہ، بغداد اور واسط وغیرہ تو ان میں بالاجماع نیا معبد بنانا ناجائز ہے۔ اور جن کو مسلمانوں نے بزورِ طاقت فتح کیا، ان کا حکم بھی یہی ہے۔ تاہم جن کو صلح کے ساتھ مسلمانوں نے فتح کیا ہو تو اگر معاہدۂ صلح میں **زمین ان کے حوالے کی جائے** تو نئے گرجے بنانا بھی جائز ہو گا، و گرنہ نہیں۔ مگر اسی وقت جب اُنہوں نے نئے معابد بنانے کی شرط لکھوا رکھی ہو۔"

چند سطور کے بعد آپ مزید لکھتے ہیں:

وفيه أيضًا: فَقَدْ صَرَّحَ فِي شَرْحِ السِّيَرِ بِأَنَّهُ لَوْ ظَهَرَ عَلَى أَرْضِهِمْ وَجَعَلَهُمْ ذِمَّةً لَا يُمْنَعُونَ مِنْ إحْدَاثِ كَنِيسَةٍ لِأَنَّ الْمَنْعَ مُخْتَصٌّ بِأَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ الَّتِي تُقَامُ فِيهَا الْجُمَعُ وَالْحُدُودِ، فَلَوْ صَارَتْ مِصْرًا لِلْمُسْلِمِينَ مُنِعُوا مِنْ الْإِحْدَاثِ."

"السیر میں اس کی صراحت ہے کہ کسی حاکم نے ان کی سرزمین پر غالب آنے کے بعد انہیں ذمی

---

1 قاضی ابن عابدین، رد المختار، (بیروت: دار الفکر، 1412ھ)

Qazi Ibn Abidin, Radd al-Muhtar, Beirut: Dar al-Fikr, 1412 H."

بنالیا تو اس وقت نیا کنیسہ بنانے سے اُنہیں روکا نہیں جائے گا۔ کیونکہ ممانعت انہی اسلامی شہروں تک محدود ہے جہاں جمعہ اور حدود نافذ کی جاتی ہیں۔ اگر وہ جگہ مسلمانوں کا شہر بن جائے تو پھر اُنہیں نیا معبد بنانے سے روکا جاسکتا ہے۔"[1]

تبصرہ: فاضل مفتی صاحب نے دوسری شکل میں مسلم شہروں میں کفار کے بکثرت آ بسنے اور ذمہ حاصل ہو جانے پر اُنہیں نئے کفریہ معابد بنانے کے جواز کا جو موقف اپنایا ہے، اس کی واضح دلیل میں کوئی شرعی نص یا کم از کم کوئی فقہی جزئیہ پیش نہیں کیا۔ قاضی ابن عابدین کی پہلی عبارت میں تو ایسے علاقوں کی مشروط اجازت کی بات ہے جہاں صرف کافر ہی بستے ہوں اور وہ بھی اس وقت جب ان سے نئے معابد کی تعمیر کا واضح معاہدہ کیا جاچکا ہو۔ اس امر کی وضاحت قاضی ابن عابدین کا دوسرا قول بخوبی کرتا ہے کہ جن مسلم شہروں میں جمعے پڑھے اور حدود نافذ کی جاتی ہیں، اور وہ مسلمانوں کے شہر ہیں، وہاں اُن کو نئے معبد بنانے کی بالکل اجازت نہیں ہے۔ نامعلوم مفتی صاحب نے پھر کس طرح مسلم شہروں میں کفار کے محض آ بسنے پر نئے معابد کی اجازت کشید کرلی۔ پہلی عبارت میں اختصار کی وجہ سے مسلمان شہروں کے ساتھ اشتباہ ہو رہا ہے، جبکہ عَلَى أَنَّ الْأَرْضَ لَهُمْ کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ مستقل ان کے زیر انتظام جداگانہ علاقے ہوں۔ اور قاضی ابن عابدین تو مسلم شہروں میں کفار کے نئے معابد کی صریح ممانعت کی بات کر رہے ہیں:

فَلَوْ صَارَتْ مِصْرًا لِلْمُسْلِمِينَ مُنِعُوا مِنْ الْإِحْدَاثِ...

پنجم 1: مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی کا فتویٰ

سوال: کیا اسلامی ریاست میں غیر مسلم اپنی عبادت گاہیں تعمیر کرسکتے ہیں، واضح رہے کہ نئی عمارت کی تعمیر مقصود ہے۔ بیّنوا توجروا

فتوٰی: غیر مسلموں کو دارالاسلام میں نئی عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی اجازت نہیں، پرانی عبادت گاہیں باقی رکھ سکتے ہیں، ان کی مرمت بھی کرسکتے ہیں مگر قدیم عمارت پر اضافہ نہیں کرسکتے۔ اسی طرح ان کا کوئی شہر فتح ہونے کے وقت، اس مین اگر کوئی عبادت گاہ ویران تھی تو اسے از سرِ نو آباد کرنے کی اجازت نہیں۔ جیسا کہ علامہ

1 دارالافتاء : جامعه علوم اسلامیه ،بنوری ٹاؤن، کراچی ،فتوی نمبر : 144008200381

Darul Ifta: Jamia Uloom-e-Islamia, Binori Town, Karachi. Fatwa Number: 144008200381."

ظفر احمد عثمانی احادیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ: «لاخصاء في الإسلام ولا كنسية» (رواه أبو عبيد في الأموال) ورواه ابن عدي عن عمر مرفوعًا: «لا يبني كنيسة في الإسلام ولا يجدد ما خرب منها» (التلخيص الحبير) ملخصا... وتجديد ما كان خرابًا عند الفتح إحداث أيضا فيمنع منه وهو محمل ما رواه ابن عدي بلفظ ولا يجدد ما خرب منها وأما ما كان عامرا عند الفتح وخرب بعده فتجديده بناء لما استهدم فأشبه بناء بعضها إذا انهدم (إعلاء السنن:12/ 368)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام میں خصی ہونا اور گرجا کی تعمیر نہیں ہے۔ اور ابن عدی نے سیدنا عمر کی سند سے نبی کریم کا یہ فرمان روایت کیا ہے کہ اسلام میں کوئی کنیسہ نہ بنایا جائے اور بوسیدہ ہو جانے والے کی مرمت نہ کی جائے۔ جو گرجا فتح اسلامی کے وقت بوسیدہ ہو چکا تھا، اس کی تجدید بھی نئے بنانے جیسی ہی ہے جس سے روکا جائے گا۔ اور یہ حکم حدیث کے اس الفاظ سے ماخوذ ہے: ولا يجدد ما خرب منها اور جو گرجا فتح کے وقت آباد تھا اور اس کا بعض حصہ گر گیا تو اس کی تجدید بھی منہدم حصے کی تعمیر جیسی ہی ہے۔ اور یہ اس کے بعض حصے کی تعمیر کے مشابہ ہی ہے جب وہ گر جائے۔"[1]

پنجم 2: اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کی نئی عبادت گاہ تعمیر کرنے کا حکم

سوال: کیا اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہب کی علانیہ تبلیغ کریں یا کوئی نئی عبادت گاہ تعمیر کریں یا اپنے مذہب کے مطابق جملہ رسومات ادا کرتے رہیں۔

فتویٰ: ایک اسلامی مملکت میں مسلمان حاکم پر لازم ہے کہ غیر مسلم اقلیت کی جان ومال کا تحفظ کرے، لیکن شریعت نے غیر مسلموں کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ بازاروں، حجروں اور دیگر پبلک مقامات میں اپنے مذہب کا پرچار کریں۔ غیر مسلموں کی عبادت اپنے گھروں اور اپنی قدیم عبادت گاہوں (مندروں، گرجا گھروں اور چرچوں) تک محدود رہے گی۔ اسی طرح غیر مسلم اپنے لئے کوئی نئی عبادت گاہ تعمیر نہیں کرسکتے۔ اور نہ ہی کوئی نیا قبرستان اپنے

---

1 أحسن الفتاوی از مفتی رشید احمد لدھیانوی، کتاب الجہاد، : 19/6

Ahsan al-Fatawa" by Mufti Rashid Ahmad Ludhianvi, Kitab al-Jihad, 6/19

مردوں کو جلانے کے لئے کوئی نئی جگہ تعمیر کرسکتے ہیں۔[1]

پنجم 3: اسلامی ملک میں غیر مسلموں کا نئی عبادت گاہ بنانا

سوال: دارالاسلام میں غیر مسلم اپنے لئے نئی عبادت گاہ تعمیر کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: دارالاسلام مین غیر مسلموں کو نئی عبادت گاہ تعمیر کرنے کی اجازت نہیں تاہم پرانی عبادت گاہیں باقی رکھ سکتے ہیں اور ان کی مرمت وغیرہ بھی کرسکتے ہیں لیکن کسی قدیم عبادت گاہ میں اضافہ نہیں کرسکتے۔ اسی طرح اگر کسی شہر میں غیر مسلموں کی کوئی عبادت گاہ ویران ہوجائے تو اسے از سر نو آباد کرنے کی بھی اجازت نہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"إن أراد أهل الذمة إحداث البيع والكنائس، أو المجوسي إحداث بيت النار إن أرادوا ذلك في أمصار المسلمين، وفيما كان من فناء المصر منعوا عن ذلك عند الكلّ، ولو أرادوا إحداث ذلك في السواد والقرى اختلفت الروايات فيه" انتہی.
وقوله: "منعوا ذلك عند الكل" أي عند كل أصحاب المذهب، فلا يجوز عندهم بناء الكنائس في الأمصار الإسلامية، والمصر هو والمصر اصطلاحًا: بلدة كبيرة فيها سِكك وأسواق ورساتيق وفيها وال يقدر على إنصاف المظلوم من الظالم والناس يرجعون إليه في الحوادث."[2]

"اگر اہل ذمہ نئے گرجے اور کنیسے بنانا چاہیں یا کوئی مجوسی آگ کا معبد خانہ بنائے۔ اور ان کا ایسا کرنے کا ارادہ مسلمانوں کے شہروں میں ہو یا شہروں کے احاطوں میں ہو تو ان کو تمام فقہا کے نزدیک اس سے روکا جائے گا۔ تاہم اگر وہ مضافات اور بستیوں میں نئے گرجا بنانا چاہیں تو اس بارے میں روایات کا اختلاف ہے۔ تمام کے نزدیک روکنے کا مطلب: تمام فقہی مسالک کے فقہا ہیں۔ کیونکہ ان کے ہاں مسلم شہروں میں کنیسے بنانا جائز نہیں۔ اور شہر سے اصطلاحی طور پر ایسا بڑا شہر مراد ہوتا ہے جس میں گلیاں، بازار اور آبادیاں ہوں اور وہاں ایسا حاکم ہو جو ظالم سے مظلوم کو

---

1 أيضا: ص: 340

Ibid, p.340

2 الفتاوى الهندية :17۔21، دوسری طبع : 2۔247، كتاب السير، باب 8، دار الفكر 1310ھ

Al-Fatawa al-Hindiyya: 17/21, Dusri Tab: 2/247, Kitab al-Seer, Bab 8, Dar al-Fikr, 1310 H.

انصاف دلاتا ہے اور لوگ اپنے مسائل میں اس سے رجوع کرتے ہوں۔"

دوم: اہل حدیث مدارس اور علما کے فتاویٰ

ششم: جامعہ لاہور الاسلامیہ، گارڈن ٹاؤن، لاہور کا فتویٰ

سوال: کیا اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیت کو اپنی عبادت گاہ بنانے کی شرعاً اجازت دی جاسکتی ہے؟ اگر کسی شہر میں غیر مسلم بھی آباد ہوں، لیکن ان کی کوئی عبادت گاہ نہ ہو تو کیا ان کو شرعاً نئی عبادتگاہ کی تعمیر کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ کیا غیر مسلموں کے لئے اسلامی ریاست بیت المال کی ملکیتی اراضی سے یا کوئی مسلمان اپنی ذاتی زمین سے پلاٹ عطیہ کر سکتا ہے؟ ان کی عبادتگاہ کی تعمیر و مرمت میں ان کے ساتھ تعاون کیا جاسکتا ہے۔ (ندیم سہیل، لاہور)

جواب: دین اسلام میں غیر مسلموں کے جان و مال کے تحفظ کے بارے میں ہدایات ملتی ہیں لیکن اسلامی ریاست میں بسنے والے غیر مسلموں کو اپنے شرکیہ اور کفریہ نظریات کو پھیلانے اور ان کو تبلیغ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ اسلام دین توحید ہے جو شرک کو گوارا نہیں کرتا، بلکہ شرک کو اور شرکیہ نظریات کو جڑ اور بنیاد سے اُکھیڑ دینا چاہتا ہے۔

فتح مکہ 8ھ میں رسول اللہ ﷺ نے خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے تین سو ساٹھ بتوں کو ایک لمحہ کے لیے بھی برداشت نہیں کیا بلکہ اپنے ہاتھ سے پکڑی ہوئی چھڑی سے اوندھے منہ گرا کر پاش پاش کر دیا۔

ہندو مت ایسا غلط مذہب ہے جو نبی اکرم ﷺ کے دین توحید کی نقیض ہے۔ جو آج کے ترقی یافتہ دور میں اپنے ہاتھ سے تراشے ہوئے بتوں کے سامنے التجا کرنے اور ماتھا ٹیکنے کا قائل ہے۔ ایسے شرکیہ مذہب کی نشر و اشاعت اور اس کی حوصلہ افزائی کی بالکل اجازت نہیں دی جاسکتی۔

پاکستان کے وزیر اعظم چونکہ ریاستِ مدینہ استوار کرنے کے دعویدار ہیں۔ لہٰذا اسلامی ریاست میں ہندوؤں کے مندر تعمیر کرنا یا اس کی اجازت دینا اسلام کی بنیادی تعلیمات اور نظریہ پاکستان کے سراسر منافی ہے۔ اسلام بت شکن دین ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی مبارک زندگی اور خلفاء راشدین نے اپنے دورِ خلافت میں کبھی بھی بت پرستی کو برداشت نہیں کیا۔ کیونکہ دین توحید اور شرک ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔

اسلامی بیت المال کو اہل اسلام کی دینی اور اجتماعی ضرورتوں کے لیے ہی صرف ہونا چاہیے۔

تاجر حضرات اور عام پاکستانی جو اپنے خون پسینے کی کمائی سے حکومت کو ٹیکس دیتے ہیں، وہ کبھی بھی اس بات کو پسند نہیں کرتے اور نہ اس کی اجازت دیتے ہیں کہ ان کا پیسہ ایک اللہ ربّ العزت کی توحید کے مقابلہ میں ہندوؤں کا مندر تعمیر کرنے میں صرف کیا جائے جہاں بتوں کی پوجا کی جائے اور اسلام آباد جیسے شہر کو بت پرستی کا دھبہ لگا دیا جائے۔

ہمارے اربابِ اختیار حضرات کی چونکہ قرآن فہمی اور دینی علم ناقص ہوتا ہے، اس لیے وہ مغربی ممالک کے حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی بجائے ان کے سامنے ڈھیر ہو جاتے ہیں۔ اور شرک جیسے اکبر الکبائر کو بھی ہضم کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

ایسے حالات میں علمائے اسلام کو چاہیے کہ وہ حق کی آواز کو بلند کریں۔ اور اپنے خطابات اور خطبات میں توحیدِ باری تعالیٰ کو اُجاگر کریں۔ اور بت پرستی جیسے گناہ کی سرِعام مذمت کر کے عوام الناس کی ذہنی اصلاح کا فریضہ سر انجام دیں۔ اور جہاں تک کسی کی طاقت ہے تو سلطان جائر تک قرآن اور اسلام کے پیغامِ حق پہنچانے کی سعی کی جائے۔[1]

ہفتم: جامعہ سلفیہ، فیصل آباد کا فتویٰ

سوال: پاکستان کے دار الحکومت اسلام آباد میں حکومت وقت ہندوؤں کے لئے ایک نیا مندر تعمیر کر رہی ہے۔ کیا شریعت میں ایسے مندر کی تعمیر کرنے کی کوئی گنجائش موجود ہے، کتاب و سنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

جواب: نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی کو اس بات پر مامور فرمایا تھا کہ «أن لاتدع تمثالاً إلا طمستَه » (صحیح مسلم: 969) کہ "جو بھی بت یا مورتی پاؤ، اسے مٹا ڈالو۔"

پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں یہ فریضہ اپنے شاگرد ابو الہیاج اسدی کے سپرد کیا تھا۔ اس سے

---

1 محمد رمضان سلفی، مفتی، مولانا ، شیخ الحدیث جامعہ لاہور الاسلامیہ...14۔ ذو القعدة1441ھ ۔ 6 جولائی 2020ء

Muhammad Ramadan Salafi, Mufti, Maulana, Sheikh al-Hadith Jamia Lahore Islamiyah... 14 Zul Qa'da 1441 H, 6 July 2020.

معلوم ہوا کہ اسلام کفر وشرک، بتوں کی عبادت اور ہر قسم کے مظاہر شرک کی بیخ کنی اور ان کا قلع قمع کرنے کا حکم دیتا ہے۔ لہٰذا کسی بھی اسلامی مالک میں نمایاں طور پر بت پرستی اور شرک وکفر کی تعلیم وترویج اور ان کی نشر واشاعت جائز نہیں۔ بتوں پر مشتمل غیر مسلموں کے معابدے، کنائس اور مندروں وغیرہ کا وجود اور ان کی تعمیر اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔

اس پر بات پر پوری اُمت مسلمہ کا اجماع واتفاق ہے جسے فقہاے کرام نے صحابہ کرام، تابعین عظام، ائمہ دین اور علماے امت رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جو شرائط اہل ذمہ کے لئے مقرر فرمائی ہیں، ان میں ہے:

أَنْ لَا نُحْدِثَ فِي مَدِينَتِنَا وَلَا فِيمَا حَوْلَهَا دَيْرًا وَلَا كَنِيسَةً وَلَا قَلَّايَةً وَلَا صَوْمَعَةَ رَاهِبٍ وَلَا نُجَدِّدَ مَا خَرِبَ مِنْهَا وَلَا نُحْيِيَ مَا كَانَ مِنْهَا فِي خُطَطِ الْمُسْلِمِينَ.(مسند الفاروق: 2ء 334)

"اپنے شہر اور اس کے گرد ونواح میں کوئی علیحدہ گرجا، کنیسا، بلند گرجا اور راہب کا معبد خانہ نہیں بنائیں گے اور ان میں جو خراب ہو گیا، اس کی تجدید وتزئین نہیں کریں گے، نہ ہی ان کنیساؤں کو آباد کریں گے جو مسلمانوں کے علاقوں میں ہیں۔"

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ، ابو بکر طرطوشی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی کتابوں میں اس بات پر امت کا اجماع نقل کیا ہے۔(احکام اہل الذمہ:3/195، سراج الملوک:1/284، فتاوی سبکی:1/718)

اور یہی موقف ائمہ اربعہ کے فقہاے کرام نے اپنی کتب میں نقل فرمایا ہے۔ اسی طرح سعودی عرب کی اِفتا کمیٹی نے اسی موقف کو اختیار کیا ہے۔ تفاصیل کے لئے درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں:

فتاوی عالمگیری:3/590، تبیین الحقائق:3/279، المدوّنۃ:2/435، النوادر والزیادات:3/276، کتاب الام از شافعی:4/790، الاحکام السلطانیہ: ص40، المغنی از ابن قدامہ:1/609، مجموع فتاوی ابن تیمیہ: 28/634، فتاوی لجنہ دائمہ:21413

بالخصوص جب کسی جگہ اور مرکز کے بارے میں یہ اندیشہ ہو کہ یہاں اُمت مسلمہ اور اسلامی ریاست کے خلاف ریشہ دوانیوں کا خطرہ ہو گا تو اسے ہرگز ہرگز پنپنے اور پھلنے پھولنے کی اجازت دینا انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے غزوہ تبوک سے واپسی کے موقع پر آپ ﷺ کو منافقین کے ایک سازشی مرکز کو مسمار

کرنے کا حکم دیا۔ جس کی علت او روجہ یہ بیان کی گئی کہ وہ إرصادًا لمن حارب الله یعنی مسلمانوں اور اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں کا مورچہ اور کمین گاہ ہے۔

لہٰذا اسلام آباد جیسے دار الحکومت میں جسے مسلمانوں نے خود آباد کیا ہے، اس جیسے شہر میں مندر کی تعمیر نہ صرف اسلامی تعلیمات کے منافی ہے بلکہ اخلاقی و قانونی اور امن وامان کے مسائل کے اعتبار سے بھی کسی صورت میں درست نہیں۔ هٰذا ما عندنا والله تعالى أعلم بالصواب.[1]

ہشتم: 'اہل حدیث فتویٰ کمیٹی' لجنة العلماء للإفتاء کا مفصّل فتویٰ

سوال: پاکستان کے دار الحکومت اسلام آباد میں حکومت وقت ہندوؤں کے لئے ایک نیا مندر تعمیر کر رہی ہے۔ کیا شریعت میں ایسے بت کدے تعمیر کرنے کی کوئی گنجائش موجود ہے، بالخصوص جب اسے تعمیر کرنے والی بھی اسلامی ریاست ہو؟

جواب: "اللّٰہ تعالیٰ نے تمام انبیاے کرام کو توحید پھیلانے اور شرک مٹانے کے لئے بھیجا ہے۔ ہر اسلامی ریاست میں بت شکنی کی گئی ہے، بت گری نہیں۔ یہی ملتِ ابراہیمی اور شریعتِ محمدی ہے۔ لہٰذا کسی بھی اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے عبادت خانے بنانا جائز نہیں ہے۔ ہاں مشروط طور پر اہل کتاب کو اپنے کلیسا و کنیسہ بنانے کی رخصت[2] ہے۔ جبکہ مشرکین کی عبادت گاہیں جہاں وہ بت پرستی اور آتش پرستی کرتے ہیں، انہیں اسلامی قلم رو میں شامل ہونے کے بعد صرف اس صورت میں باقی رکھا جاسکتا ہے جب وہ علاقہ جنگ کے بغیر مسلمانوں کے ہاتھ آجائے اور اس کے رہنے والے مشرکین مسلمانوں سے اس شرط پہ صلح کرلیں کہ ان کے معبد باقی رکھے جائیں گے۔ البتہ وہاں بھی نئے معبد بنانے کی اجازت نہیں ہوگی، الا کہ وہ مسلمانوں کی آبادی سے دور الگ تھلگ رہتے ہوں۔ لہٰذا مملکتِ خداداد پاکستان میں اور بالخصوص اس کے دار الحکومت اسلام آباد میں جسے مسلم حاکم نے آباد کیا تھا، بت کدے اور گرجے تعمیر کرنا شرعاً سخت منع ہے۔

اس کی بے شمار دلیلیں کتاب اللّٰہ، سنتِ رسول اللّٰہ ﷺ، آثار صحابہ و تابعین، اور ائمہ مجتہدین کے اقوال

---

1 شیخ الحدیث مولانا عبد العزیز علوی، مولانا عبد الحنان زاہد وغیرہ، 14، جولائی 2020ء

2 یہ جملہ قدرے تفصیل کا متقاضی ہے۔

وآثار میں موجود ہیں۔[1]

توجب پاکستان ایک اسلامی ملک ہے جس میں حاکم اعلیٰ اللہ تعالیٰ کو تسلیم کیا گیا ہے اور سپریم لاء کتاب وسنت کو قرار دیا گیا ہے تو ایسے ملک میں نہی عن المنکر کے بجائے، بلکہ بالکل اُلٹ منکرات کے مواقع فراہم کرنا اور منکرات میں سے سب سے بڑے منکر یعنی شرک باللہ کے لیے راہیں ہموار کرنا اور بت کدے تعمیر کرنا شریعتِ اسلامیہ کی تعلیمات اور آئین پاکستان کی صریح خلاف ورزی ہے۔[2]

نہم: سپریم فتویٰ کونسل، سعودی عرب کا فتویٰ

سعودی دائمی فتویٰ کونسل اللجنة الدائمة للبحوث والإفتاء کا **اجماعی فتوی** یہ ہے:

"أجمع العلماء على تحريم بناء المعابد الكُفريَّة، مثل: الكنائس في بلاد المسلمين، وأنه لا يجوز اجتماع قِبلتين في بلدٍ واحد من بلاد الإسلام، وألاَّ يكون فيها شيء من شعائر الكفار: لا كنائس ولا غيرها، وأجمعوا على وجوب هدْم الكنائس وغيرها من المعابد الكُفريَّة إذا أُحْدِثت في الإسلام، ولا تجوز معارضة وَلِي الأمر في هدْمها، بل تجب طاعته."[3]

"علمائے کرام کا اجماع ہے کہ کفریہ معابد جیسے بلادِ اسلامیہ میں کنیسہ وغیرہ بنانا ناجائز ہے۔ کیونکہ بلاد اسلامیہ کے کسی علاقے میں دو قبلے یکجا نہیں ہوسکتے۔ اور یہ بھی لازمی ہے کہ بلاد اسلامیہ میں کفار کا کوئی شعار اور کوئی کنیسہ وغیرہ نمایاں نہیں کیا جاسکتا۔ اگر دور اسلام میں ان میں کوئی بھی

---

1 یہاں 30 سے زیادہ احادیث وآثار اور اقوال فقہا پیش کئے گئے ہیں جو بوجہ طوالت حذف کئے جاتے ہیں۔

2 مفتیانِ گرامی: شیخ الحدیث ابو محمدعبد الستار حماد ، ابوالحسن مبشر احمد ربانی ، قاری عبد الحلیم محمد بلال، مؤرخہ 28۔ جون 2020ء

Mufteeaan-e-Graami: Sheikh al-Hadees Abu Muhammad Abdul Sattar Hamaad, Abu al-Hasan Mubashir Ahmad Rubani, Qari Abdul Haleem Muhammad Bilal, Moarrikha 28 June 2020

3 فتاوى اللجنة الدائمة، فتوى رقْم 21413، بتاريخ 1/4/ 1421هـ

Fataawa al-Lajnah al-Daa'imah, Fatawa Number 21413, Tarikh 1/4/1421 H."

بنایا گیا ہو تو اس کو گرانا واجب ہے۔ جب حاکم وقت اس کو گرانا چاہے تو اس کی مخالفت کی بجائے، اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔"

دہم: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

مصر کے مرکزی شہر قاہرہ جسے جوہر صقلی نے چوتھی صدی ہجری / 969ء میں المنصوریۃ کے نام سے مسلمانوں کے لئے آباد کیا تھا، میں فاطمی رافضی حکمرانوں نے جب عیسائی گرجاؤں کو بنانے کی اجازت دی تو بعد کے مسلم حکمرانوں جیسے سلطان صلاح الدین ایوبی نے غلط طور پر بنائے جانے والے معابد کو گرانے کا حکم دیا۔ اسی طرح مصر کے دیگر شہروں میں نئے تعمیر شدہ گرجے بھی گرائے گئے۔ گویا قاہرہ کے نئے آباد شدہ شہر کی مثال پاکستان کے نئے آباد شدہ دار الحکومت اسلام آباد سے ملتی جلتی ہے، جبکہ دونوں میں فتح وآزادی کے وقت غیر مسلموں سے معاہدہ بھی کیا گیا تھا۔

اس سلسلے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے جب فتویٰ لیا گیا کہ کیا بزورِ بازور فتح ہونے والے علاقوں مثلاً مصر کے گرجاگھروں کو بند (سیل) کرنا مسلمانوں کی طرف سے ظلم ہوگا؟... تو آپ نے جواب دیا:

أَمَّا دَعْوَاهُمْ أَنَّ الْمُسْلِمِينَ ظَلَمُوهُمْ فِي إغْلَاقِهَا فَهَذَا كَذِبٌ مُخَالِفٌ لِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ؛ فَإِنَّ عُلَمَاءَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ: مَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ وَمَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَد وَغَيْرِهِمْ مِنْ الْأَئِمَّةِ، كَسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالْأَوْزَاعِي وَاللَّيْث بْنِ سَعْدٍ وَغَيْرِهِمْ وَمَنْ قَبْلَهُمْ مِنْ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ مُتَّفِقُونَ عَلَى أَنَّ الْإِمَامَ لَوْ هَدَمَ كُلَّ كَنِيسَةٍ بِأَرْضِ الْعَنْوَةِ؛ كَأَرْضِ مِصْرَ وَالسَّوَادِ بِالْعِرَاقِ وَبَرِّ الشَّامِ وَنَحْوِ ذَلِكَ مُجْتَهِدًا فِي ذَلِكَ وَمُتَّبِعًا فِي ذَلِكَ لِمَنْ يَرَى ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ ظُلْمًا مِنْهُ؛ بَلْ تَجِبُ طَاعَتُهُ فِي ذَلِكَ وَمُسَاعَدَتُهُ فِي ذَلِكَ مِمَّنْ يَرَى ذَلِكَ. وَإِنْ امْتَنَعُوا عَنْ حُكْمِ الْمُسْلِمِينَ لَهُمْ كَانُوا نَاقِضِينَ الْعَهْدَ وَحَلَّتْ بِذَلِكَ دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ.[1]

"باقی رہا ان کا یہ دعویٰ کہ مسلمانوں نے مصر کے گرجاگھروں کو سیل کر کے ظلم کیا ہے۔ تو یہ

---

1 مجموع فتاوى ابن تيميه: 28، 634، مجمع ملک فهد، (مدينه منوره: 1416ھ)

"Majmoo' Fatwa Ibn Taymiyyah: 28/634, Majma Malik Fahd, Madinah Munawwarah: 1416 H."

جھوٹ ہے اور اہل علم کی مخالفت ہے، کیونکہ مذاہبِ اربعہ کے مسلمان جیسے امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل نیز امام سفیان ثوری، اوزاعی، لیث بن سعد رحمہم اللہ وغیرہ سب اس پر متفق ہیں کہ اگر امام بزور بازو فتح کیے ہوئے علاقے کے سب کنیسے گرادے، جیسے مصر اور عراق کے مضافات، اسی طرح شام کے آباد علاقے وغیرہ۔ وہ اس میں اجتہاد کرکے اپنی رائے سے جن کے بارے میں مناسب سمجھے، انہیں گرانے کا حکم دے تو وہ ظالم نہیں ہوگا، بلکہ اس سلسلے میں اس کی اطاعت کرنا سب پر واجب ہے۔ اگر یہود و نصاریٰ مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع کریں، تو ان کا معاہدہ ختم ہو جائے گا اور اس سے ان کے خون اور مال حلال ہو جائیں گے۔"

یازدہم: مفتی اعظم سعودی عرب، شیخ عبد العزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

"وقد أجْمَع العلماء رحمهم الله على تحريم بناء الكنائس في البلاد الإسلاميَّة، وعلى وجوب هدْمها إذا أُحْدِثت، وعلى أنَّ بناءَها في الجزيرة العربية، كنجد والحجاز، وبلدان الخليج واليمن، أشدُّ إثمًا وأعظمُ جُرْمًا؛ لأن الرسول ﷺ أمَر بإخراج اليهود والنصارى والمشركين من جزيرة العرب، ونَهَى أن يجتمعَ فيها دينان، وتَبِعه أصحابه في ذلك."[1]

دعوائے اجماع: "علما کا اجماع ہے کہ بلاد اسلامیہ میں کنیساؤں کو تعمیر نہیں کیا جاسکتا۔ اگر نئے سرے سے بن جائے تو اس کو گرا دینا واجب ہے۔ جزیرہ عرب جیسے نجد و حجاز، خلیجی علاقوں اور یمن وغیرہ میں کنیسہ بنانا تو زیادہ سنگین گناہ اور بڑا جرم ہے کیونکہ نبی کریم نے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکالنے کا حکم دیا اور اس سے روکا ہے کہ اس جزیرہ میں دو دین اکٹھے ہوں۔ آپ کے صحابہ نے اس کام میں آپ کی اتباع کی ہے۔"

دوازدہم: فتویٰ شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوری

سوال: کیا ہم اہل اسلام اہل ہنود کے کسی ایک مذہبی اُمور میں ان کی امداد کے لئے کچھ چندہ وغیرہ دے سکتے ہیں۔ یہاں ایک قریہ میں اہل ہنود بہ تعدادِ کثیر آباد ہیں اور وہ مندر کی تعمیر کے تحت، مسلمانوں سے چندہ بھی طلب کرتے ہیں تو کیا ازروئے شریعت چندہ دینا جائز ہے، خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ اہل ہنود کی کثرت کی

1 مقدمة كتاب ’حكم بناء الكنائس والمعابد الشركية في بلاد المسلمين‘ لإسماعيل بن محمد الأنصاري

Ismail bin Muhammad Al-Ansari ka kitab "Hukm Banaa Al-Kanais Aur Mandir Al-Shirkiya Fil Bilad Al-Muslimin" ke tajaweez ka aghaz hai.

وجہ سے آئندہ ناجائز سلوک کا خطرہ بھی ہو؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال:

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد!

ہندوں کے مذہبی اُمور عموماً شرکیہ و کفریہ ہوتے ہیں۔ پس ان کے کسی مذہبی کام میں چندہ وغیرہ سے امداد کرنا جائز نہیں ہے۔ مندر کی تعمیر میں چندہ سے امداد کرنا تو شرک و کفر اور بت پرستی کی صراحتہً اعانت و حمایت ہے جو قطعاً حرام ہے۔ ارشادِ باری ہے:

﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾

(المائدة:2)

اکثریت کی طرف سے آئندہ موہومی ناجائز سلوک کے اندیشہ اور خطرہ کی بنا پر شریعت نے شرک و بت پرستی، معصیت اور اثم وعدوان کی اعانت و حمایت کی اجازت نہیں دی ہے۔ ایمان عزیز ہے اور آپ مؤمن کامل ہیں تو ان موہومی خطرات کو خاطر میں نہ لائیے۔ فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ .

(شائع شدہ: ماہنامہ 'محدث' دہلی: ج۸ / ص ۴)[1]

سیز دہم: حضرت مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کا فتویٰ

شرعی اعتبار سے کفار کے معابد تعمیر کرنے یا ان کی تزئین و آرائش کرنے کی مسلمانوں میں کوئی گنجائش نہیں۔ مسلمان حکمرانوں کی ذمہ داری حسبِ ضرورت مساجد بنانے کی ہے۔ گرجا، مندر، کنیسہ، گوردوارہ، آتش کدہ اور قادیانیوں کا دار الذکر بنانے کی قطعاً نہیں، چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۴۱ ﴾ (الحج:41)

”یہ وہ لوگ (ہیں) کہ جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں (تو) وہ نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں اور نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور تمام اُمور کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔“

ان کا فریضہ اہل اسلام کے دین کی اصلاح ہے۔ اہل کفر کے دین کی اصلاح اور فکر مندی ان کی ذمہ داری

---

1 فتاوى علمائے حديث: ج: 10، ص: 116

Fatawa of the Scholars of Hadith: 10/ 116

نہیں۔ اسلام کے علاوہ جو بھی ہے وہ 'معروف'، نہیں 'منکر' ہے۔ وہ 'تہذیب' نہیں، 'بد تہذیبی' ہے۔ اور منکرات میں سب سے بڑا منکر 'کفر و شرک' ہے۔ اس لیے اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں کہ مسلمان حکمران شرک کے اڈّے تعمیر کریں اور بت کدے بنائیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تو اس مسجد کو مسجد ضرار قرار دیا جس کی بنیاد مسلمانوں کو نقصان پہنچانے، کفر کی اشاعت کرنے، تفریق پیدا کرنے اور وہ مسلمانوں کے خلاف کمین گاہ کا ذریعہ بننے کا باعث تھی۔ (التوبۃ:10)

جسے رسول اللہ ﷺ نے اسے مسمار کرنے اور اسے آگ لگا دینے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس حکم کی تعمیل کی۔ کیا کفار کے یہ معبد خانے کفر کی اشاعت اور مسلمانوں کے خلاف کمین گاہوں کے اڈے نہیں ہے۔ اس حقیقت کے بعد ایسے معبد خانے تعمیر کرنے کی اجازت کیسے دے جا سکتی ہے...؟

سیدنا امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جو شرائط ذمیوں کے ساتھ مقرر کی تھیں، ان میں سے ایک شرط یہ بھی تھی:

"أن لا نحدّث في مدينتنا ولا فيما حولها ديرا ولا كنيسة ولاقلاية ولا صعومة راهب، ولا نجدّد ما خرب منها، ولا نحي ماكان منها في خطط المسلمين."[1]

"ہم اپنے شہر اور اس ارد گرد میں کوئی نیا دیر، کنیسہ، پادری کی رہائش گاہ یا راہب کا جھونپڑا نہیں بنائیں گے اور نہ ان سے جو خراب ہو گیا، اس کی تزئین و آرائش کریں گے اور نہ ان کو جو مسلمانوں کے علاقے میں ہو، اسے آباد کریں گے۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی انہی شرائط پر عالم اسلام میں عمل رہا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی انہی شرائط، جنہیں 'شروطِ عمریہ' قرار دیا گیا ہے، 1236ھ یعنی 1821ء تک سلاطین اسلام نے ان پر عمل کیا ہے اور اس حوالے سے جو شبہات ہیں، اس کی وضاحت ڈاکٹر حافظ حسن مدنی حفظہ اللہ نے اپنی کتاب میں نہایت سنجیدگی سے کر دی ہے اور بتلایا ہے کہ فقہاے اربعہ: امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں بھی یہ ایک متفق علیہ مسئلہ رہا ہے کہ مسلمانوں کے شہر میں کوئی کفریہ معبد خانہ تعمیر نہیں ہو سکتا۔

---

1 مسند الفاروق از حافظ ابن كثير، (مصر، دار الفلاح، الفيوم، 1430ھ) 2/344، رقم: 633
Musnad Al-Farooq by Hafiz Ibn Kathir:(Egypt, Dar Al-Falah, Al-Fayyum, 1430 AH)2/334, no. 663

بعض حضرات کو مساوی مذہبی حقوق کے معاہدے کی پاسداری کا بڑا احساس ہے، مگر سوال یہ ہے کہ یہ معاہدے کس نے طے کیے ہیں؟ جو لوگ 'خاتم النّبیین' ﷺ زبان سے کہہ نہیں سکتے، سورۃ **قل ھو اللہ أحد** پڑھ نہیں سکتے، حتیٰ کہ کلمۂ شہادت بھی صحیح طور پر پڑھ نہ پائیں، وہ مساوی مذہبی حقوق کا چارٹڈ متعین کریں گے تو کیا وہ اسلام اور مسلمانوں کے حقوق کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ حقوق متعین کریں گے؟ وہ قرآن وسنت کی وہ کون سی نصوص ہیں جن پر مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے حقوق کو یکساں اور برابر قرار دیا گیا ہے؟ کیا ان مساوی مذہبی حقوق کی خلاف ورزی کبھی غیر مسلمانوں نے نہیں کی؟ اگر کی ہے تو اس کے بعد مسلمانوں کو ان کی پاسداری کا سبق دینا، چہ معنیٰ دارد!

خلاصۂ بحث

فقہائے کرام اور مفتیانِ عظام کی بیان کردہ مذکورہ بالا تفصیلات سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام آباد جیسے نئے آباد شدہ مسلم شہر میں گرجاگھروں اور مندروں کی تعمیر کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ اگر اس پر معاہدہ صلح بھی ہو چکا ہو تو خلافِ شرع ہونے کے ناطے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ تاہم معاہدہ صلح کی صورت میں وہ مسلم شہروں سے باہر ایسے علاقوں میں اپنے معبد خانے بنا سکتے ہیں جہاں کفار اکیلے ہی بستے ہوں اور کوئی مسلمان ان کے ساتھ نہ رہائش پذیر نہ ہو۔